www.novelsclubb.com
شر
لائبہ سید Creations
NC arts
از کائنات شاہد
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

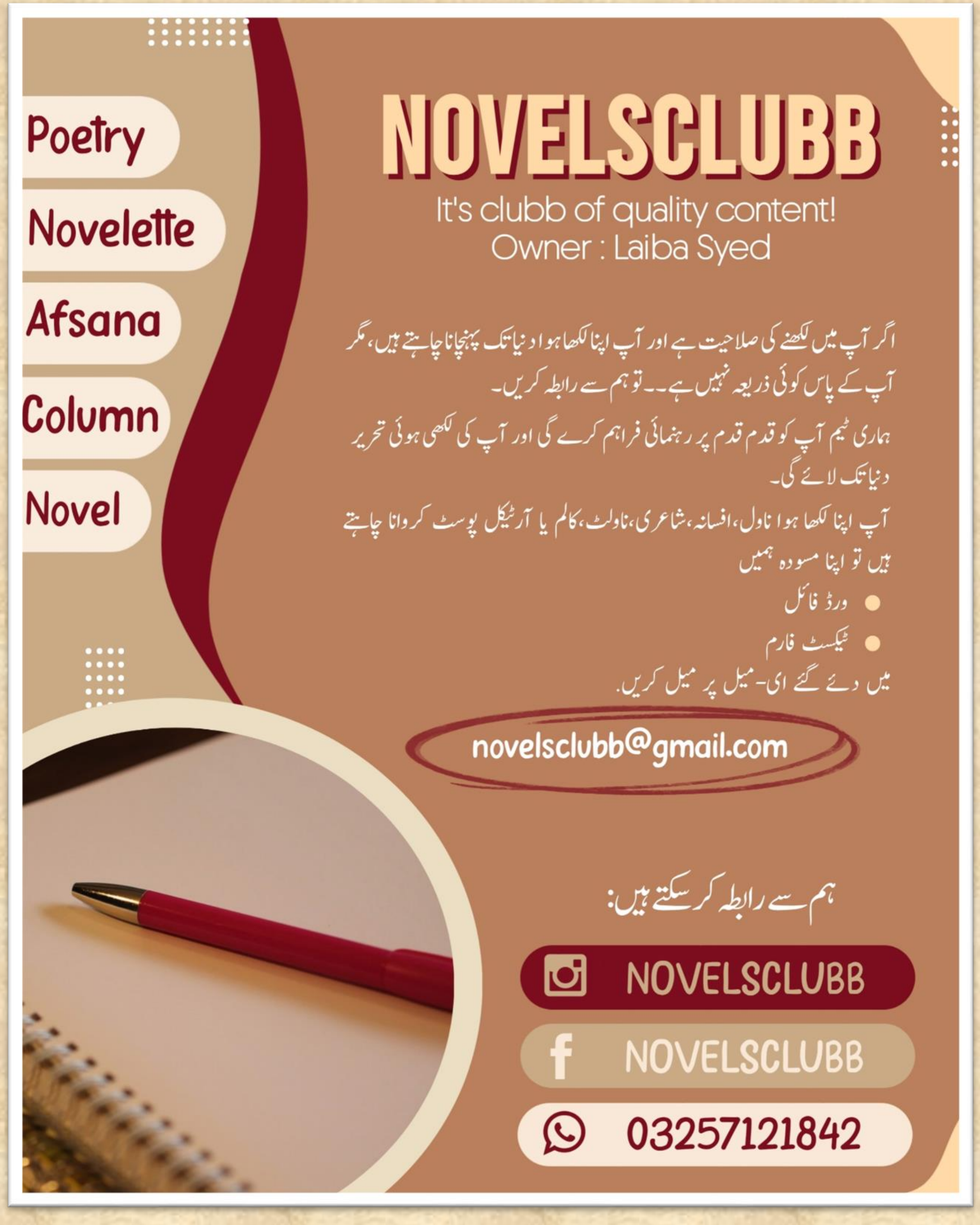

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

شر

از قلم

کائنات شاہد

Clubb of Quality Content!

ناول "شر" کے تمام جملہ حق لکھاری "کائنات شاہد" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

کیاہوا محراب تم اتنی پریشانی میں کیوں ٹہل رہی؟

بلاوجہ کی ضد پال لی ہے تم نے۔ تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے کہ یہ ضد چھوڑدو لیکن تم باز ہی نہیں آرہی اب بھگتو خود ہی۔اتنا کہہ کر نور بیگم خاموش ہو گئی ماں اپکوا بھی بھی یہ لگ رہا کہ میں غلط ہوں؟آپ جانتی بھی ہیں کہ میں بلکل حق پر ہوں۔ تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا!۔یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔ جبکہ پیچھے بھوری آنکھوں میں اچانک ہی نمی اتری۔ لیکن اس نے اس نمی کو بے دردی سے پیچھے دھکیل دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ماریہ یار تم گھر جاؤ۔یہ جگہ سیف نہیں ہے۔ نہیں محراب میں تمہارے ساتھ رہوں گی۔ ہم دونوں اکٹھے آئے ہیں تو جائیں گے بھی ساتھ۔اب مجھے جانے کا نہ کہنا۔ورنہ میں تمہیں ہمیشہ کے لیے چھوڑدوں گی۔اسکے بعد کیاہوا؟ جانتے ہو ماریہ واقعی میں چلی گئی اور محراب اسکو چاہ کر بھی روک نہ پائی۔

اچانک ہی باہر سے بہت سی آوازوں کے باعث یادوں کا تسلسل ٹوٹا اور محراب حال میں لوٹی۔آوازوں کو سن کر اس نے اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے۔

نور آپ محراب کو سمجھائیں کہ وہ اس کیس سی پیچھے ہٹ جائے۔ورنہ بعد میں مجھ سے کوئ شکایت مے کیجئے گا کہ میں نے وارن نہیں کیا۔

بابا آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں؟آواز میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

میں نے کچھ غلط نہیں کہا۔تم بھی جانتی ہو کہ الیکشن قریب ہیں اور اگر تم نے ایسی کوئ بھی حرکت کی تو میری ریپوٹیشن خراب ہو سکتی ہے۔اس لیے ابھی بہتر ہے کہ خاموش رہو۔

بلکل اپکو اس دنیاوی مرتبہ کی بہت فکر ہے لیکن آپ کسی کی بیٹی کو انصاف نہیں دلا سکتے!

آواز شدت غم سے رندھ گئ تھی۔لیکن اگر وہ اب خاموش ہو جاتی تو پھر وہ کبھی نہ بول پاتی۔

زیمل تم اس دفعہ کیوں نہیں جا رہی اپنے دوستوں کے ساتھ؟ہاشم صاحب نے اپنی دونوں مٹھیاں اپنی تھوڑی پر رکھ کر پوچھا۔بابا اس دفعہ میرا دل نہیں کر رہا۔اور میں ہر دفعہ تو جاتی

ہوں اگر ایک دفعہ نہیں جاؤں گی تو کیا ہو جائے گا؟ پر پھر بھی کوئی خاص وجہ بھی تو ہوتی ہے۔
اب کی بار انہوں نے ذرہ سخت لہجے میں استفسار کیا۔ وہ اس دفعہ میں اور محراب اور نمل اکٹھے جائیں گے۔ کشمیر والی سائیڈ وزٹ کر کے آئیں گے۔ اپنے لمبے بالوں کو کان کے پیچھے ارستے ہوئے کہا۔ ہاشم صاحب اب کچھ نہیں کر سکتے تھے کیونکہ زیمل اب کسی کی بھی نہ سنتی۔ اس لیے خاموشی سے کھانا کھانے لگ گیے۔

ناولز کلب

تقریباً رات کے دس بجے زیمل اپنے روم میں لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کر رہی تھی کہ اچانک ہی اسکی نظر اپنے کمرے میں موجود وال کلاک پر گی اور پھر وہ چاہ کر بھی خود کو ماضی میں جانے سے نہ روک سکی۔

انیس سال قبل

لائٹ پنک کلر کا فراک پہن کر ایک بچی بھاگتی ہوئی سیڑھیوں سے نیچے بھاگ رہی تھی۔اور اسکے پیچھے ایک ملازمہ اسکو پکڑ رہی تھی۔بھاگتے بھاگتے زیمل چند لمحے اپنا سانس بحال کرنے کے لیے رکی اور ملازمہ نے فوراً سے اسے پکڑ لیا۔پکڑ لیا میں نے۔ملازمہ کی پر جوش سی آواز گونجی۔نہیں آپا آپ نے چیٹنگ کی ہے۔زیمل نے اپنے پھولے ہوئے سانس اور موٹی لال گالوں کے ساتھ زرا خفگی سے کہا۔نہیں میں نے کوئی چیٹنگ نہیں کی۔اور یہ کہہ کر ملازمہ نے اسکی دونوں پانیوں کو زرا سا کھینچا۔

ابھی وہ دونوں آپس میں مگن تھے کہ اچانک ہی میں گیٹ سے ایک کالے رنگ کی گاڑی اندر آئی۔اور اس گاڑی میں سے ایک درمیانے عمر کی ایک عورت باہر نکلی۔بال زیادہ لمبے نہ تھے لیکن آدھی کمر سے نیچے تک آتے تھے اور انکو پونی میں مقید کیا گیا تھا۔اور آسمانی دنگ کی شلوار قمیض میں اسکا گندمی رنگ واضح ہو رہا تھا۔

تم نے اپنا کام کر لیا؟سونیا۔

"جی بی بی جی۔"بس اتنا ہی کہا گیا۔

تو پھر اپنے گھر جاؤ یہاں کیا کر رہی؟

"جی بہتر"۔یہ کہہ کر وہ چلی گئی اور رابیل نے بھی گھر کا رخ کیا۔لیکن چار سالہ زیمل کو یکدم ہی بہت تکلیف ہوئی تھی مگر ابھی وہ یہ جاننے سے قاصر تھی اس لیے اپنے کمرے میں چلی گئی

۔

اچانک ہی دروازے پر دستک ہوئی اور زیمل ماضی سے حال میں لوٹی۔اور بے اختیار ہی اسکے ہاتھ اپنے چہرے پر گیے جو کہ ابھی آنسوؤں سے تر تھا۔اسکو بہت حیرانی ہوئی کہ کیا ابھی بھی وہ ایک سیر اب پر اپنے آنسو بہار ہی ہے۔پر شاید اس بات کا جواب دینا اسکے دل اور دماغ دونوں کے ہی قابل نہیں تھا۔اس نے اپنی سوچ کو خود ہی جھٹکا اور اپنے آستین سے اپنے آنسو صاف کیے اور اس دوران دروازے پر پھر سے دستک ہوئی تو اس نے دروازے کھولا۔سامنے نمل اور محراب کو دیکھ کر اسکو سو والٹ کا جھٹکا لگا۔

وہ دونوں جو ہاشم اور حلیمہ کے کہنے پر اس سے بات کرنے آئیں تھیں اسی آنکھوں میں نمی دیکھ کر ٹھٹھکی۔

تم رو رہی ہو؟سوال محراب کی جانب سے تھا لیکن جواب کی منتظر نمل بھی تھی۔

نہیں نہیں! میں رو نہیں رہی بس آنکھ میں کچھ چلا گیا تھا اس وجہ سے۔ لیکن تم لوگ یہاں کیا کر رہی؟

نہیں وہ ہمیں انکل اور آنٹی نے بتایا ہے کہ تم ہمیں اپنے ساتھ کشمیر لے کر جانا چاہتی ہو اور وہ بھی کل تو ہم نے سوچا کہ کیوں نہ ہم خود ہی پوچھ لیں آیا کہ کیا یہ سچ ہے یا جھوٹ؟ کیوں صحیح کہا نہ۔ یہ جواب نمل کی جانب سے تھا۔

بالکل بجا فرمایا آپ نے۔ اب کے بار شوخی سے بھرپور جواب زیمل کی جانب سے تھا۔

تو تم جھوٹ نہیں بول رہی؟ خوشگوار حیرت سے پوچھا۔

ویل ابھی تک تو نہیں لیکن اگر تم نہیں جانا چاہتی تو کوئی مسلہ نہیں ہے۔ گرے آنکھوں میں واضح شیطانی تھی لیکن لہجہ سنجیدہ تھا۔

نہیں نہیں وی آر ریڈی۔ کیوں محراب؟؟

اگر تم لوگوں نے اس طرح کی فضول باتیں کرنی ہے تو میں تم لوگوں کو صبح جوائن کروں گی اور اب مجھے سونے دو۔ یہ کہہ کر وہ زیمل کے بستر پر چلی گئی۔

تمھیں اسکے علاوہ اور کچھ نہیں آتا۔ایکی بار پھر سے بولنے والی نمل تھی۔ہاں یار اسکو چھوڑو اور مجھے بتاؤ کہ کب جانا ہے؟ہری آنکھوں میں تجسس لیے وہ پوچھ رہی تھی۔

اس ہفتے کو جائیں گے کیونکہ بعد میں جاب پر بھی جانا ہے۔ہاں چلو ٹھیک ہے۔اب پھر میں بھی سونے لگی ہوں۔خدا حافظ !یہ کہہ کر وہ بھی زیمل کے بستر پر بسیرا کر گئی تھی۔

اوہ ہیلو !اپنے اپنے کمروں میں جاؤ۔زیمل نے دانت پیس کر بولا۔

ان یور ڈریمز برو۔اب کی بار محراب اور نمل نے مل کر جواب دیا تھا اور پھر وہ دونوں لیٹ گئیں۔زیمل کو بھی پھر چارو ناچار وہیں پر آپ ی جگہ سنبھالنی پڑی۔

Clubb of Quality Content

اتنی رات کو تم کہاں سے آرہے ہو؟لیپ ٹاپ پر کام کرتے ہوئے شہباز صاحب نے پوچھا۔ جو کہ عمر میں تقریباً پینتالیس سال کے لگ بھگ تھے۔

آپ کو اس سے کیا؟ ویسے بھی میرے کریر کو خراب کرتے ہوئے آپ کو کوئی خیال نہیں آیا تھا۔ تو اب اس طرح بلاوجہ ہمدردی نہ دکھائیں۔ یہ شخص لفظوں کے معاملے میں انتہا کا ظالم بن چکا تھا۔

میں نے کچھ بھی جان بوجھ کے نہیں کیا تھا۔ اور کیا تم اس بات کو بھول سکتے ہو؟ لہجے میں امید تھی۔

کہا آپ بھول سکتے ہیں کہ آپ کے سامنے ماریہ کا قتل ہوا تھا۔ یا پھر یہ بھول سکتے ہیں کہ اسکو انصاف صرف آپ کی وجہ سے نہیں ملا؟ مقابل نے اتنے سخت الفاظ انتہائی آسانی سے کہہ دیے تھے جبکہ سامنے اس کے والد کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے انکا دل اپنی مٹھی میں لے لیا ہو۔

میں بھول چکا ہوں یہ سب۔ انتہائی کھوکھلی آواز میں کہا گیا۔

اوہ ریلی! لہجہ تمسخرانہ تھا۔ اب کی بار کالی آنکھوں میں وحشت جاگی تھی۔ کیسے کوئی ماریہ کے ساتھ حادثہ بھول سکتا ہے جبکہ وہ واقعہ آج تک اسکے دل میں نقب لگا کر بیٹھا ہوا تھا۔

Clubb of Quality Content

آپ آج تک روزانہ اسکی قبر پر جاتے ہیں اور ہر روز جا کر رو کر کہتے ہیں کہ آپ شرمندہ ہے اس سے کہ آپ اسکو انصاف نہیں دلا پائے۔آپ آج بھی اسکی قبر سے ہو کر آئے ہیں اور آپ کل پھر جائیں گے۔آپ اس واقعے کے بعد آج تک سکون سے سو نہیں پائے۔اور آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ بھول چکے ہیں۔واؤ!۔ضبط کہ وجہ سے صاف رنگت اور کالی آنکھوں میں سرخی ابھری تھی۔ لیکن پھر اچانک ہی وہ صوفہ پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا۔جیسے کوئی بہت زیادہ تھکا ہوا انسان ہو۔

آپ کو پتا ہے ؟لہجے میں شکستگی تھی۔میں بھی آج تک اس واقعے کو بھول نہیں پایا ہوں۔آج بھی وہ خط میرے کانوں میں گونجتا ہے۔آج دو سالوں بعد بھی وہ الفاظ میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہے۔رات کو جب میں سونے کے لیے لیٹتا ہوں نہ تو بار بار یہ الفاظ گونجتے ہیں

آج آپ سب کسی کی بیٹی کو انصاف دلانے میں ناکام رہے ہیں۔کل کو آپ چاہ کر بھی اپنی بہن اور بیٹی یا پھر اپنی ذات سی جڑی کسی لڑکی کو انصاف نہیں دلا پائیں گے۔اور نہ ہی حفاظت کر پائیں گے۔

Clubb of Quality Content

یہ کہتے ہوئے اسکا گلہ رندھ چکا تھا لیکن وہ آج کافی دنوں بعد اپنا غبار نکال رہا تھا۔ لیکن جتنا وہ اس واقعے کو یاد کرتا اسکو مزید تکلیف ہوتی۔

اور کچھ زخم ہوتے ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ بھرنے کی بجائے مزید گہرے ہو جاتے ہیں۔

آج ہفتے کا دن تھا اور آج ان تینوں نے کشمیر کے لیے نکلنا تھا۔ آج۔ معمول کے برعکس گھر میں صبح صبح ہی گہما گہمی تھی۔ آج ہاشم اور حلیمہ بھی جلد جاگ گئے تھے کیونکہ آج ان تینوں نے کشمیر جانا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ناشتے کے ٹیبل پر ہاشم صاحب انہیں ہدایات دے رہے تھے۔ اور وہ سب بظاہر تو بہی دیہان سے سن رہی تھیں لیکن وہ ان ہدایات پر بالکل بھی عمل کرنے والی نہیں تھیں۔

تو چلو اب آپ سب جاؤ ابھی جاؤ گے تو رات تک آسانی سے پہنچ جاؤ گے۔ اور پلیز ساری باتوں کا دیہان رکھنا۔

جی جی بالکل آپ بے فکر رہیں۔ ہم ساری باتوں کا خیال رکھیں گے۔ یہ کہہ کر وہ سب گاڑی کی طرف جانے لگیں اور ہاشم اور حلیمہ بھی انکے پیچھے تھے۔

گاڑی کا دروازے ہاشم صاحب نے کھولا اور وہ سب اندر بیٹھ گئیں لیکن زیمل نے جس نے بلیک کرتی اور نیچے کھلا پلازو پہنا ہوا تھا اور بالوں کو آج معمول کے بر عکس ہلکے جوڑے میں باندھا ہوا تھا میں سے پہلے اپنی آنکھوں میں شرارت لیے بولی:

تھینک یو سر!

آلو یز یورڈز ہوزل میم! اسی کی طرح شرارت سے بھرپور آواز میں جواب دیا گیا۔اور پھر اسکو گلے لگایا اور اللہ کی پناہ میں دے کر گاڑی میں بٹھایا۔اور گاڑی اپنے سفر ہر روانہ ہو گیٔ۔

آحل کیس سولو کرنے کے لیے تم کہہ رہے تھے کہ کچھ اور ممبرز بھی آئیں گے۔ کب تک آنا ہے؟ تم جانتے ہو کہ پہلے ہی یہ کیس بہت لیٹ ہو چکا ہے۔ سفید رنگ کی شرٹ اور ساتھ

میں ٹراؤزر پہنے اور بال بے ترتیبی سے ماتھے پر بکھرے آلیار اپنی کالوں آنکھوں میں سنجید گی لیے پوچھ رہا تھا۔

یار جہاں تک مجھے علم ہے وہ اگلے ہفتے سے ہمیں جوائن کریں گے۔مقابل کا حلیہ بھی کچھ رف سا ہی تھا لیکن اسکی آنکھوں کا رنگ لایٹ براؤن تھا۔

آلیار اور آحل دونوں ہی بچپن کے دوست تھے۔اور آحل نے آلیار کو اس کی ماضی کی تلخ لمحات سے نکالنے میں اہم کام کیا تھا۔ان دونوں کو اپنی دوستی میں کسی تیسرے کی بالکل بھی ضرورت نہیں تھی۔یہی وجہ تھی کہ آلیار اگر کسی پر سب سے زیادہ بھروسہ کرتا تھا تو وہ آحل ہی تھا۔اور آحل بھی اپنے دوست پر جان چھڑکتا تھا۔آلیار کے تمام سرکل میں سوائے آحل کے کسی کو بھی ماریہ والا واقعی معلوم نہیں تھا۔

پورادن سفر کرنے کے بعد تقریباًرات کے ڈھائی بجے وہ سب بھی کشمیر پہنچ چکے تھے۔اور تھکاوٹ سے سب کا ہی براحال تھا۔اس لیے زیمل اور نمل تو فوراًہی سونے کے لیے چلی گئیں لیکن ان میں ایک وجود ایسا بھی تھا جسے اپنی نیند سے زیادہ اپنے رب کی ناراضگی کی فکر تھی اس لیے اس نے تہجد کے لیے وضو بنایااور نفل پڑھنے لگی۔کشمیر میں موسم زیادہ گرم نہیں تھا اس لیے وہ بغیر اے سی کے حجاب کر کے نماز ادا کرنے لگی۔نماز پڑھنے کے بعد جب اسنے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو نجانے کتنے ہی آنسو اس کے چہرے پر گرے۔

یااللہ میں جانتی ہوں کہ میں بہت کمزور ہوں لیکن میں جانتی ہوں کہ جب تک آپ میرے ساتھ ہیں تو مجھے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ میں ہر حالت میں اپنے ایمان کی حفاظت کروں گی اور اپ حکم کی پیروی کروں گی اور ماریہ کے مجرم کو سزا دلواؤں گی۔لیکن میرے مالک دن بدن میں ہمت اور امید کھو رہی ہوں۔میرے مالک مجھے اپنا وعدہ پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔آمین!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جب وہ جانماز سے اٹھی تو اسکا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور واپس جانے نماز رکھنے کے لیے کری تو اپنے سامنے زیمل کو پایا۔جو کہ اسکی دعا سن چکی تھی۔اسکے چہرے پر ابھی کوئی تاثر نہیں تھا۔

میرے خیال میں ہم دونوں بہت اچھے دوست تھے۔اور میں سوچتی تھی کہ ایک دن تم مجھے خود وہ سارا واقعہ بتا دو گی۔خود بتاؤ گی کہ کس بات نے تمہیں اتنا خاموش کروا دیا ہے اور ایسی کیا بات ہے جس کو سوچتے ہوئے تم تلخ ہو جاتی ہو۔یا جس کے لیے تم تہجد کی نماز بھی کبھی نہیں چھوڑتی۔اور پھر آنسو بھی بہاتی ہو۔مجھے لگتا تھا کہ تم خود بتاؤ گی لیکن میں غلط تھی کیونکہ تمہیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی تمہارے لیئے فکر مند ہے۔

جس انسان کو اپنوں سے ہی کم اعتمادی اور اپنے لیے بے فکری ملی ہو تو جب کوئی دوسرا اس کے لیے فکر مند ہو نہ تو اسے عجیب لگتا ہے۔لہجے میں تلخی واضح تھی۔

تم میرے ساتھ شیئر کر سکتی ہو۔لہجے میں اپنائیت تھی۔

تمہیں پتا ہی زیمل انسان کے راز صرف تب تک ہی اسکے غلام رہتے جب تک وہ صرف اس تک محدود رہتے لیکن جب وہ راز کسی اور کو معلوم ہو جائیں تو وہ راز نہیں رہتے۔ بھوری آنکھوں میں ابھی صرف سنجید گی تھی۔ میں یہ نہیں کہ رہی کہ مجھے تم پر اعتبار نہیں ہے بس میں ابھی اتنی مضبوط نہیں ہوں کہ اپنے ہی زخموں کو خود ادھیڑوں۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئی۔

زیمل نے بھی مزید نہ پوچھا۔ اور آہستگی سے خدا حافظ کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئ۔

ناولز کلب

رات کے دوسرے پہر ایک شخص اپنے کمرے میں اندھیرے میں بیٹھا ہوا اسی اندھیرے کا حصہ معلوم ہوتا تھا۔ اور وہ کسی سوچ میں غرق تھا۔ اور ماضی کی فلم اس کی آنکھوں کے سامنے چل رہی تھی۔ اور اسکی کالی آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی تھی۔

آلیار تم جب اپنی ٹریننگ سے واپس آؤ گے نہ تو میں نے تم سے ایک بات کرنی ہے مجھے پتا ہے کہ تم اب جلدی واپس آؤ گے۔ بھوری آنکھوں میں شرارت تھی اور لہجے میں امید۔

اور تمکو ایسا کیوں لگتا کہ میں تمہاری بات سننے کے لیے جلدی آؤ ب گا؟

لہجے میں شوخی تھی۔

کیونکہ میں تمہاری ایک عدد چھوٹی سی اور معصوم سی بہن ہوں نہ اور تمہاری کرائم پارٹنر بھی۔اور اگر تم نہیں آؤ گے تو میں۔بس بابا کو بتاؤں گی کہ

بس بس بس! پتا ہے مجھے تم ایک نمبر کی بلیک میلر ہو انشااللہ آجاؤ گا لیکن کوئی ہنٹ تو دو۔

تمہیں پتا ہے کہ بابا مجھے ماریہ کے ساتھ جانے نہیں دے رہے اب تم مناوانکو پلیززززز!

یار تم اکیلی کشمیر جانے کی بات کر رہی اور میں جانتا ہوں تمہاری حرکتوں کو اس لیے میں نہیں کہوں گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تم مجھے ابھی جانتے نہیں ہو اسلیے تم میری سائڈ نہیں لے رہے۔

میں تمہیں اچھے سے جانتا ہوں تبھی تمہاری سائیڈ نہیں لے رہا۔

اب وہ دونوں بہن بھائی مزید اپنی چونجیں لڑا رہے تھے کی اچانک ہی فون کی گھنٹی بجی اور آلیار کی یادوں کا تسلسل ٹوٹا۔فون پر آحل کا پیغام تھا کہ وہ اسے اس لوکیشن پر ملے ابھی اسی وقت اور وہ جانتا تھا کہ کیا بات ہو گی اس لیے وہ بھی بنا تاخیر کیے وہاں جانے کے لیے نکلا۔

حی علی الفلاح۔ حی علی الفلاح

فجر کے وقت ہر جگہ روح کو سکون پہنچانے والی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ایسی ہوا جو جیسے ہی انہیل کی جاتی توانسان کا دل و دماغ تازہ ہو جاتا۔اور اسکو سکون اجاتا۔اسی لمحے زیمل کی بھی آنکھ کھلی اور اسکے کانوں میں بھی اذان کی آواز سنائی دی۔ جس میں۔کامیابی کی طرف بلایا جارہا تھا۔لیکن وہ تو شاید کافی سالوں سے اللہ سے ناراض تھی اور ہر بار اسی طرح اس پکار کو فراموش کر دیتی۔

Clubb of Quality Content

بعض اوقات انسان پوری دنیا سے خفا ہوتا ہے اور اس کے پاس کوئ بھی نہیں ہوتا جس سے وہ اپنے دل کی بات کر سکے اور اس طرح وہ لوگوں کی وجہ سے اپنے رب سے بھی ناراض ہو جاتا ہے اور اسکو الزام دیتا ہے کہ آخر اس نے ایسی مخلوق کیوں بنائ جو کہ خود غرض ہے جبکہ وہ ہی نہیں جانتا کہ اللہ اپنے پسندیدہ بندوں پر ہی اس دنیا کو تنگ کرتا ہے تاکہ وہ اس کے قریب

ہو جائیں لیکن انسان اس بات کو نہیں سمجھ پاتا۔اور اپنے رب سے ناراض ہو جاتا ہے جو اسکو ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔

بے شک اللہ وہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے۔

اسی وقت ایک اور انسان بھی اپنی نیند کو چھوڑ کر اور اپنے مسائل کے حل کے لیے اپنے رب کے حضور سجدہ میں تھا۔اور بار بار اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے کہ وہ اپنی دوست کو انصاف دلا سکے اور اپنا عہد پورا کر سکے۔سجدے سے اٹھ کر اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔اِبکی باران بھوری آنکھوں میں نمی کی جگہ امید اور سکون نے لے لی۔محراب جانتی تھی کہ

"بے شک دلوں کا سکون اللہ کے ذکر میں ہے۔

اس لیے اب وہ اپنے دل کی بات اللہ سے کر کے سکوں میں تھی۔اور دوسری طرف زیمل ابھی اس بات سے انجان تھی۔

تقریباً صبح کے نو بجے وہ سب ناشتے کے ٹیبل پر تھیں۔اور اپنا ناشتہ کر رہیں تھیں۔ان تینوں نے آج ایک جیسا لباس پہنا ہوا تھا۔رائل بلو کلر کا کرتہ اور بلیک پلازو۔زیمل نے اپنے بال ڈھیلی سی پونی میں باندھے تھے اور نمل نے اپنے بال کھولے ہوئے تھے جبکہ محراب نے ڈھیلا جوڑا کیا ہوا تھا۔اور وہ تینوں آج کے گھومنے کا پلین بنا رہی تھی۔

ہم سب سے پہلے شاپنگ پر جائیں گے اور پھر کھانا کھائیں گے اسکے بعد ہم جھولے لینے پارک میں جائیں گے۔ نمل کی پر جوش آواز ان دونوں کے کانوں میں پڑی۔

تمہیں کھانے اور شاپنگ کے علاوہ کوئی اور کام نہیں ہے۔پتا تھا مجھے۔لیکن تم نے یہاں آکر بھی یہی کرنا تھا اس بیوقوفی کی امید نہیں تھی تم سے۔زیمل نے نقلی افسوس کرتے ہوئے کہا۔

یار تمہیں تو پتا ہے کہ اسکی زندگی کا مقصد صرف کھانا اور شاپنگ کرنا ہے۔لوگ جینے کے لیے کھاتے ہیں اور ایک یہ ہیں جو کھانے کے لیے جیتی ہیں۔ابکی بار حصہ ڈالنے والی اور نمل

کے کھانے پر چوٹ کرنے والی محراب تھی۔اس نے بھی سارے جملے مصنوعی افسوس سے کہے۔

جبکہ نمل اپنی سبز آنکھوں میں خفگی لیے ان دونوں کو گھور رہی تھی جو وہ دونوں نظرانداز کر رہے تھے۔

ہاں بھی انسان نہ ہمیشہ دوسروں کی خوشیوں سے جلتا ہی تو ہے۔اب تم دونوں کو ہی دیکھ لو میری خوش راس نہیں آرہی۔اس لیے بول رہے ہو۔جلتے رہتے ہو نہ مجھ سے اس لیے صحت بھی اتنی سی ہے۔عورت ہی عورت کی دشمن ہے آج پتہ لگ گیا مجھے کس طرح بول رہے ہو ۔توبہ ہے بھی!

بس بس! اپنی یہ گز لمبی زبان واپس رول کرو اور منہ میں واپس ڈالو۔دونوں نے یک زبان ہو کر کہا۔جبکہ ان دونوں کو سرے سے اگنور کر کے نمل آپ ے پسندیدہ مشغلہ میں مشغول تھی جو تھا نان سٹاپ فضول بولنا بقول اسکی دونوں دوستوں کے۔جب انہوں نے دیکھا کہ یہ میڈم خاموش نہیں ہو رہیں تو انہوں نے چار و ناچار اپنا ناشتہ چھوڑا اور اپنی جگہ سے اٹھیں۔

ان دونوں کو اکٹھا اٹھتے دیکھ نمل کو کچھ غلط ہونے کا ابھی صحیح سے احساس بھی نہیں ہوا تھا کہ

Clubb of Quality Content!

ان دونوں نے بنا اسکو سمجھنے کا موقع دیے اس کو گدگدی کرنا شروع کر دی۔اور اب شدت سے نمل کو اپنی لمبی زبان پر افسوس ہو رہا تھا۔پر اب کافی دیر ہو چکی تھی۔

دوپہر کے قریب بارہ بجے کشمیر کا موسم کافی خوشگوار تھا۔نہ زیادہ دھوپ تھی اور نہ ہی ٹھنڈک۔ہوا میں ہلکی ہلکی نمی تھی اور رات کی بارش کی وجہ سے ہر جگہ گیلی مٹی کی خوشبو تھی۔تینوں نے اتنے پیارے موسم کو دیکھ کر باہر جانے کا ارادہ کیا۔اور نمل کے بنائے گئے پلین کے مطابق وہ سب سے پہلے شاپنگ پر گیے۔لیکن زیمل کے کہنے پر انہوں نے شاپنگ مال سے نہیں بلکہ چھوٹے بازاروں سے کی۔کیونکہ وہ تینوں کشمیر کے لوگوں کا رہن سہن اور رسم و رواج دیکھنے آئے تھے اس لیے اس بات پر اکتفا کیا گیا۔زیمل نے اپنے لیے کشمیری فراکس لیں اور نمل نے کیپس جبکہ محراب نے کشمیری چادر لی۔انہوں نے شاپنگ کم کی تھی جبکہ وہاں کے خوبصورت مناظر کو کیمرے میں کیپچر زیادہ کیا تھا۔

شاپنگ کے بعد وہ سب کھانے کے لیے ریستوران گیے۔ ریستوران میں جس ٹیبل پر وہ بیٹھیں اس کے سامنے گلاس کی دیوار تھی۔ جس سے باہر کے خوبصورت مناظر نظر آرہے تھے۔ ریستوران کے سامنے جھیل تھی اور آس پاس بہت سے پتھر۔ وہ منظر صرف انہی لوگوں کے لیے خوبصورت تھا جن کو اللہ نے قدرت کو دیکھنے کی صلاحیت دی ہے۔ کھانا آرڈر کرنے کے بعد وہ تینوں باتوں میں مشغول ہو گئ۔ جب زیمل کی نظر اچانک ہی ریستوران میں موجود ایک عورت پر پڑی۔ عورت کی عمر تقریباً پینتالیس سال تھی۔ تیکھے نین نقوش وہی گندمی رنگت اور بالکل زیمل جیسی گرے آنکھیں۔ زیمل کی یادوں میں کبھی بھی اس عورت کی تصویر دھندلی نہیں تھی اس لیے وہ لاکھوں میں بھی اس کو پہچان سکتی تھی۔ آج بھی وہ بالکل اسی طرح انا پرست دکھ رہی تھی جس طرح انیس سال پہلے تھی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ آج اسکے چہرے پر کچھ جھڑیاں تھیں جنکو چھپانے کے لیے میک اپ کا استعمال زیادہ کیا گیا تھا۔ بے اختیاری میں زیمل اس عورت کی طرف بڑھنے لگی تھی لیکن باقی دونوں کو دیکھ کر رک گئی اور کچھ ہی دیر میں اسکا چہرہ مرجھا چکا تھا۔ کھانے کے بعد ابھی انہوں نے اور بھی گھومنے جانا تھا لیکن زیمل نے انکار کر دیا اور وہ سب خاموشی سے گھر چلے گئے۔

نمل نے اسکا بجھا ہوا چہرہ نوٹ کیا لیکن یہ سوچ کر اگنور کر دیا کہ شاید تھکاوٹ ہو لیکن محراب

اچانک سے اسکے اس رویے سے کافی پریشان ہو گئ تھی اس لیے اسنے زیمل سے بات کرنے کا ارادہ کیا۔

تقریباً رات کے گیارہ بجے آلیار بھی آحل کی بتائ ہوئی جگہ پر پہنچ چکا تھا۔اور آحل وہاں پر پہلے سے ہی موجود تھا۔یہ جگہ بہت ہی پرانی تھی اور اس بلڈنگ کی حالت کافی خستہ تھی اور اس بلڈنگ میں بہت عجیب قسم کی بدبو تھی۔لیکن آلیار اب آحل کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔جو کہ بلکل خاموش تھا۔کیا اب تم بتاؤ گے کہ یہاں ہر مجھے کیوں بلایا ہے؟آلیار کی اوازار سی آواز گونجی۔

تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں نے کیوں بلایا ہے؟اس وقت میں تمہیں ڈیٹ پر تو بلا نہیں سکتا۔

آحل نے آج تک آلیار کو سیدھی طرح جواب دیا تھا جو آج دے دیتا۔میں ہر بار کیوں بھول

ناولز کلب
Club of Quality Content

جاتا ہوں کہ تم جیسے بونگے انسان کے ساتھ کام کر رہا ہوں؟ لہجے میں واضح طنز تھا۔ جسکو مقابل نے بخوبی محسوس کیا لیکن آگے سے جوابی طنز نہ کیا۔

میں نے ابھی تمہیں کام کے لیے بلایا ہے جس وجہ سے میں۔ تمہارے اس طنز کا جواب بعد میں دوں گا۔ ابھی میری بات سنو۔ آحل نے سنجیدگی سے کہا۔

ہمم۔ سننے کے لیے ہی آیا ہوں۔ اب بولو۔

جو کیس ہم سولو کر رہے ہیں اس کے متعلق معلومات اس جگہ کے زریعے مل سکتی ہیں۔ جب تک باقی کے دو ممبرز ہمارے ساتھ مل کر یہ کیس سولو کرنے نہیں آجاتے۔ ہم کافی معلومات اکٹھی کر سکتے ہیں۔

Clubb of Quality Content

تم کیا کہنا چاہ رہے ہو یار صحیح سے بتاؤ۔ آلیار نے بھی مزاق کو سائیڈ پر رکھ کر جواب دیا۔

ابھی جس لڑکی کا قتل کیا گیا ہے اس کی ڈیڈ باڈی یہاں سے ملی ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ قاتل نے اسکو مارنے کے بعد یہاں پھینکا تھا۔ اور ابھی تک پولیس کو اس جگہ کا نہیں پتا۔ تو ہم یہاں کی تلاشی لیں گے اور مجھے پورا یقین ہے کہ ہمیں کچھ نہ کچھ مل جائے گا۔

تم یہ بات اتنے وثوق سے کیسے کہہ سکتے ہو؟ آلیار نے سوال کیا۔

پتہ نہیں مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ اس کیس کا اس جگہ سے تعلق ہے۔ کیونکہ صبح لاش اسی جگہ سے ملی ہے اور ابھی تک حیرت کی بات یہ ہے کہ اس جگہ پر ابھی تک پولیس نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ جبکہ انکو اس جگہ کی فوری تلاشی لینے چاہیے تھی۔

تو تم یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ اس کام میں پولیس بھی انوولو ہے۔

میں شیور نہیں ہوں لیکن کہہ سکتے ہیں۔

اوکے۔ اب ہم تلاشی لیں گے اسی وقت ہی۔

اسکے بعد وہ دونوں اس کھنڈر نما جگہ کی تلاشی لینے لگ گئے۔ اس بلڈنگ کی دیوار میں سیلاب کی بو بھی آرہی تھی۔ ساتھ ساتھ ہی اس جگہ سے ایک عجیب سی خون کی بو بھی آرہی تھی۔ یہ بلڈنگ دو فلورز پر مشتمل تھی۔ جب آلیار اوپر والے فلور کی تلاشی لے رہا تھا تو وہاں پر اسے ایک بریسلیٹ ملی جس پر خون کے دھبے تھے۔ لیکن وہ دھبے صرف ایک جگہ پر نہیں تھے بلکہ یہ دھبے ایک سیدھ میں تھے ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے زخمی انسان کو گھسیٹا ہو۔ آلیار اور آحل دونوں ہی ان خون کے دھبوں کے پیچھے چل دیے۔ یہ دھبے ایک کمرے کے باہر ختم ہو گئے تھے۔ ان دونوں نے دروازے کھولا چونکہ دروازے کی حالت بھی خستہ حال تھی اس لیے

وہ جلد ہی کھل گیا۔ لیکن اندر کمرے میں اندھیرا اور خون کی بہت گندی بدبو تھی۔ جسکی وجہ سے ان دونوں کو سانس لینے میں بہت دور ہو رہی تھی۔ لیکن آلیار کو کسی انہونی کا خدشہ تھا جس وجہ سے آلیار نے اپنے فون کی ٹارچ اون کی اور سامنے دو سے تین لڑکیوں کو مردہ حالت میں دیکھ کر ان دونوں کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔

رات کے تقریباً بارہ بجے جب یہ تینوں اپنے میں چلی گئیں تو محراب نے زیمل سے بات کرنے کا سوچا اور وہ اس کے کمرے میں چلی گئ۔ زیمل اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے لیٹی تھی اور اسکے لمبے بال اس کے چہرے پر جھول رہے تھے لیکن وہ ایک ناراض بچے کی طرح بس روئ جارہی تھی۔ وہ بھی بے آواز۔ محراب اسکے قریب جاکر بیٹھ گئ اور اسکو ہر سکون کرنے کے لیئ اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔ زیمل نے جان کر کوئ بھی جواب نہیں دیا۔

جب پوری دنیا میں انسان خود کو اکیلا محسوس کرے تو اس کو اللہ کے حضور سجدہ کرنا چاہیے۔

کیونکہ اللہ انسان کو ہیل کرتا ہے اور اسکو کبھی جج نہیں کرتا۔ جو آنسو تم اکیلے میں بہا رہی ہو انہیں اللہ کے حضور بہاؤ پھر وہ تمہیں اس کا جواب دے گا۔ محراب نے انتہائی نرمی سے کہا۔

لیکن میں اللہ سے ناراض ہوں۔ آگے سے معصومیت سے جواب آیا۔

کیوں ناراض ہو؟

کیونکہ اللہ کی مخلوق نے مجھے تکلیف دی ہے۔ آنسوؤں سے بھیگی ہوئی آواز آئی۔

تو اس میں اللہ سے کیوں ناراض ہو؟

اس نے ایسی مخلوق بنائی ہو جو دوسروں کو تکلیف دیتی ہے۔ اور اور ہی کہہ کر وہ بچوں کی طرح رو پڑی۔

اگر اللہ کی ایک مخلوق نے تمہیں تکلیف دی ہے تو اس نے اپنی باقی مخلوق کو بھی تو تمہارا خیال رکھنے کو کہا ہے۔

تمہیں پتا ہے محراب میں نہ بچپن میں اللہ تعالیٰ سے بہت سی دعائیں کرتی تھی لیکن۔۔ لیکن ایک بھی دعا قبول نہیں ہوئی۔ یہ کہہ کر وہ پھر سے رو دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہر دعا کی قبولیت کا ایک وقت ہوتا ہے گڑیا۔جب تمہاری دعا کی قبولیت کا وقت آئے گا تو وہ بھی قبول ہو جائے گی۔

ان قریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم حیرا ہو جاؤ گے۔یہ ایک آیت کا مفہوم ہے۔

بچپن سے صبر ہی کر رہی میں۔اب کی بار آواز آنسوؤں سے بھاری تھی۔

اللہ کسی بھی جان کو اسکی طاقت سے زیادہ نہیں آزماتا۔یہ بھی ایک آیت کا مفہوم ہے۔

میں کمزور نہیں ہونا چاہتی لیکن۔۔۔اب مجھے۔۔مجھے صبر نہیں آتا۔بولتے ہوئے وہ پھر سے رودی۔آخر ایسی کیا بات ہے جو تمہیں اتنا رلاتی ہے۔اگر تم مجھ سے شیئر کرنا چاہو تو کر سکتی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تم مجھ پر ترس کھاؤ گی۔لہجے میں اچانک ہی بے اعتنائی آگئی۔

میں ترس نہیں کھاؤں گی اور نہ ہی ہمدردی کروں گی۔

اگر تم کرنا چاہو تو کر سکتی ہو اپنے دل کی بات۔

ایک لمبی خاموشی کے بعد زیمل کی آواز سنائی دی:

میں آٹھ ماہ کی تھی جب میرے مما بابا کی ڈائیوورس ہو گئ تھی۔اور چونکہ میں چھوٹی تھی تو مجھے میری مام کو دے دیا۔پھر سے ایک خاموشی کا وقفہ آیا۔شاید زیمل ہمت اکٹھی کر رہی تھی جو کہ بار بار ٹوٹی جا رہی تھی۔پھر میں ہر روز رات کو اپنی ماہ کی محبت کے لیے ترستی تھی۔ کیونکہ میری ماں مجھے کبھی بھی اپنے ساتھ نہیں سلاتی تھیں۔ایک چھوٹی سی آٹھ ماہ کی بچی کو ایک کونے میں ڈال دیا جاتا تھا بلکہ یوں کہو کہ پھینک دیا جاتا تھا۔لہجے میں طنز تھا اپنے لیے۔

خیر چھوٹے ہوتے سے ہی مجھ میں سے اکیلے ہو جانے کا خوف ختم ہو گیا کیونکہ میں ہمیشہ اکیلی ہوتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک دفعہ میں چھوٹی تھی تقریباً تین سال کی تو میں سیڑھیوں سے گر گئ اور،ایکی بار پھر سے ضبط ٹوٹا تھا اور وہ رودی تھی۔لیکن پھر خود ہی اپنے آنسو پیچھے دھکیلنے اور پھر سے بولنا شروع کیا گیا۔

سیڑھیوں سے گرنے کے بعد میں بے ہوش ہو گئی کیونکہ میرے سر پر آخری سیڑھی کی نوک لگی تھی۔اور تمہیں پتا ہے جب میں ہوش میں آئی تو انہوں نے۔۔انہوں نے مجھے اتنی

زور کا تھپڑ مارا۔ مجھے پیار بھی نہیں کیا۔اور کہنے لگیں کہ میں ایکی بار پھر سے وہ رو دی۔ محراب نے خاموش نہیں کروایا۔ کیونکہ وہ چاہتی تھی کہ وہ اپنا غبار ایک ہی دفعہ نکال لے۔

کہ میں ہی منحوس ہوں اور میں ان کے لیے عزاب ہوں۔ پتا ہے وہ مجھ سے اتنی نفرت کیوں کرتی تھی کیونکہ وہ کہتی تھیں کہ میں اس شخص کی اولاد ہوں جن سے وہ نفرت کرتی تھیں۔اور مجھے اس چیز کی سزا دیتی تھیں جو میں نے کبھی کی ہی نہیں۔

وہ ایک کالج میں لیکچرار تھی اور انکی تنخواہ بھی بہت اچھی تھی لیکن کبھی بھی انہوں نے مجھ پر اپنے پیسے خرچ نہیں کیے۔ میں ہمیشہ سے اپنے کزن کے کپڑے پہنتی تھی۔اور وہ مجھے کھانے کو بھی نہیں دیتی تھیں۔جب انکو مجھ پر غصہ آتا تو میرا کھانا بند کر دیتی اور مجھے مارتی۔ میں چپ رہتی کہ شاید مجھ سے کبھی پیار کریں گی لیکن۔۔

پھر جب میں بڑی ہوئی اور سکول میں داخل ہوئے تو وہاں پر سب بچے اپنے والدین کے ساتھ آتے تھے اور میں ہمیشہ اس چیز سے محروم رہی۔ اب کی بار محراب کا بھی ضبط ٹوٹ رہا تھا لیکن وہ ابھی رونا نہیں چاہتی تھی۔

ایک دفعہ میں نے ان سے پوچھا کہ میرے بابا کہاں ہیں؟ کیونکہ مجھے بھی انکی کمی محسوس ہوتی تھی تو آگے سے کہنے لگیں کہ وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں کیونکہ وہ مجھ سے پیار نہیں کرتے تھے۔اور مجھے انکے بارے میں سب غلط باتیں بتائیں اور پھر ایک دن میں سکول سے آئی تو مجھے کورٹ لے گئی میں نے پوچھا تو انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔اور کورٹ میں جا کر مجھے پتا چلا جس باپ پر میں روز فاتحہ پڑھتی تھی وہ مجھے لینے آئے ہیں۔

سٹرینج! ابھی بار لہجہ میں خود کے لیے حقارت تھی۔

اور یہی نہیں مجھے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ میری ماں نے مجھ سے بنا پوچھے میری کسٹڈی میرے باپ کو دے دی ہے۔اور جب میں نے اپنا سامان لینا تھا تو آگے سے کہتی ہیں کہ جلدی کرو باہر تمارا ویٹ ہو رہا ہے۔اور پھر اس طرح میں اپنے والد کے پاس آ گئی۔اسلام آباد میرے لیے بہت ظالم ثابت ہوا۔

یہی نہیں جب میں ادھر آئی تو میرے اندر ہر چیز کی خواہش ختم ہو گئی۔یہاں پر۔جھے ہر چیز بہت زیادہ مقدار میں ملی لیکن کبھی بھی وہ پیار نہیں ملا جو میں چاہتی تھی۔مجھے میری سوتیلی ماما نے بہت پیار کیا لیکن میرے والد ابھی بھی اکثر مجھ سے غصے میں کہہ جاتے ہیں کہ تمہارے

خون میں ہی بے وفائی ہے۔اب اس میں میرا کیا قصور ہے؟میں نے نہیں کہا تھا کہ مجھے اس دنیا میں لائیں۔اور تمہیں پتا ہے آج جب میں ریستوران گئ تھی تب مجھے میری ماما ملیں لیکن انہیں نے مجھے نہیں دیکھا۔یہ کہہ کر اسکا ضبط مزید ٹوٹا اور اب وہ کھل کے تو دی کیونکہ اب اسکی اندر کا غبار نکل چکا تھا۔

بچپن کی ایک تلخ حقیقت انسان کے اندر خوش مزاجی ہر حاوی ہو جاتی ہے لیکن میرا تو پورا بچپن ہی تلخ تھا۔

محراب جو کب کی اپنے ہر ضبط کر کے بیٹھی تھی اب اسنے زیمل کو گلے لگایا اور اس کے ساتھ رو دی۔ہماری زندگی میں بعض اوقات کچھ ایسے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے جو ہمیں سن لیں اور ہمارے آنسو بھی صاف کریں اور آج محراب نے یہ کردار بھی بخوبی ادا کیا۔

زیمل تم نہ اللہ سے دوبارہ سے دوستی کرو اور پھر بس ایک دفعہ اس کے سامنے اپنا حال بیان کرو اس کے بعد تم کبھی لوگوں کے سامنے نہیں رو گی۔کیونکہ جن آنکھوں کو سجدے میں رونے کی عادت ہوتی ہے وہ لوگوں کے سامنے نہیں روتی۔

Clubb of Quality Content

ہم اب میں کوشش کروں گی۔اوکے اللہ حافظ !اب سو جاؤ تم کافی دیر سے مجھے سن رہی تھی۔آخر پر زیمل زخمی سا مسکرا دی۔

اللہ حافظ !لیکن اب کچھ دیر میں فجر کا وقت ہو جائے گا پھر نماز ادا کر کے سو جاؤں گی۔تم بھی پڑھ لینا۔

دوسری طرف آلیار اور آحل ابھی بھی سکتے میں تھے۔کیا صرف کسی کی لاش ہی ان کو خوفزدہ کر سکتی تھی؟کیا زیمل اب دوبارا اپنے رب کی طرف لوٹے گی؟یہ سب انشاللہ اگلے پارٹ میں۔

تب تک کے لیے اللہ حافظ اور دعاءوں میں یاد رکھیں اور رویو لازمی دیجیے گا۔

نادلز کلب
Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: